دردُ کسالا

(سی حرفی سسی پنوں، چوپٹ نامہ، پندھ نامہ)

مصنّف

سرتاجِ اولیاء سلطان العارفین

حضرت مولوی غلام رسُول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

حضرت مولوی غُلام رسُول عالمپوری فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) پاکستان

مزارِ اقدس عظیم کلاسیکی شاعر سرتاج اولیاء سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری رحمتہ اللہ علیہ

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

درد کُسالا

(سی حرفی سسی پنوں، چوپٹ نامہ، پندھ نامہ)

مصنف

عظیم کلاسیکی شاعر سرتاجِ اولیاء سلطان العارفین

حضرت مولوی **غلام رسول عالمپوری** رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

شمع پتنگاں شوق پرانا سورج نُور اجالا
انت شمع تے جان جلاوے جس دا درد کسالا

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ

ٹائٹل پر دی گئی تاریخی یادگار تصویر صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری کی ہے۔ عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحب کے مزار اقدس پر جانے والا راستہ جب سکھوں نے بند کر دیا، کھیتوں کو آگ لگا دی اور راستے میں کانٹے دار جھاڑیاں بچھا دیں تا کہ مزارِ اقدس تک جانا دشوار ہو جائے لیکن ان سب مشکلات کے باوجود صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری خندہ پیشانی کے ساتھ تمام رکاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے مزارِ اقدس پر پہنچ گئے اس وقت کسی شخص نے یہ منظر کمرے کی آنکھ میں بند کر لیا جو ہمیشہ کے لیے اَمر ہو گیا۔

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

اہتمام اشاعت	=	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
کتاب کا نام	=	دردِ کُسالا
مصنف	=	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ
مرتب	=	صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
ناشر	=	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)
تزئین و آرائش	=	راشد حسین (مہر گرافکس اینڈ پبلشرز)
اشاعتِ اوّل	=	مئی 2013ء
اشاعتِ دوم	=	ستمبر 2022ء
تعداد	=	500
قیمت	=	200 روپے
ملنے کا پتہ	=	صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری پوسٹ بکس 1022 پیپلز کالونی فیصل آباد، پاکستان
موبائل	=	0092-313-8666611 0092-300-4473366

Website:www.alampuri-research.org

Email: president_alampuri@yahoo.com

info@alampuri-research.org

انتساب

اپنی پیاری بیٹی سدرہ مسعود

اور

لاڈلی نواسی عاتکہ زینب

کے نام

جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں

جملہ حقوق بحق مرتب محفوظ ہیں

فہرست

1۔	نذرانہ عقیدت بحضور حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	07
2۔	دیباچہ	09
3۔	سوانح حیات سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	13
4۔	شجرہ نسب	21
5۔	سی حرفی سسی پنوں	22
6۔	سی حرفی چوپٹ	29
7۔	پندھ نامہ	32

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ)

پوسٹ بکس نمبر 1022 پیپلز کالونی، فیصل آباد، پاکستان

نذرانہ عقیدت بحضور حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ

الف اللہ اَخلاص نہلایوں رنگیوں رنگ کمالی
واہ غُلام رسول پیارے تیری شان نرالی
نفی اثباتوں پانی پاکے ایہ بوٹا ہریاویں
ضرب مُحبت والی دے کے بھیت عِشقدا پاویں
تیرا روپ نورانی دِسدا بولن لفظ نگینے
عالمپور نوں رنگ چڑھائے تیری سُخن زمینے
واہ واہ سُخن اُچیرا تیرا بات اندر دی پاویں
نور ندی دے مانک موتی باھر کڈھ لیاویں
وِچ پنجابی بولی سوہنیا توں ہیں سُخن پروندا
یوسف اتے زُلیخا والی جوگ ہجر دی جوندا
عشق مجازی پان حقیقی آپوں چاڑھ وکھاویں
بھیت عشق نوں بُرقعہ پاکے ووہٹی سار بناویں
عشقوں کریں نتارا آپوں واہ واہ کھوجنہارا
در تیرے تے آن کھلوتا ایہ احسان وچارا
در آئے منگتے دے تائیں خیر سُخن دی پاویں
میری سُخن کلامی تائیں عشقوں پان چڑھاویں
توں ہیں سُخن کلاموں پورا بھیت اندر دا کھولیں
عشق حقانی پوڑی لاکے مستی مستی بولیں
مینوں اپنا پُت بنا لے پت رہوے تد میری
میں احسان نمانا کوجھا پھسیاں رات ہنیری
توں ولیاں چوں قدر مقامی سجدے سُخن الاویں
لعل زمُرد ہیرے موتی لفظاں نال بناویں

تیرے بول مُحبت بھنے انبروں پکڑ اُتاریں
فہم فراست عقل دانائی بولاں نال چتاریں
سوہنا قصہ رچیا ہے توں اندر سُخن قُرآنوں
لفظ خیال تیرے توں تھلّے بولن آپ زُبانوں
چپھیاں راہیں بول کلامی بات رمز دی پاویں
بات مجازی رمز حقانی سبھناں نوں سمجھاویں
بولاں تایں رنگ چڑھادے کردے ساوے سُوہے
ایہ کملا احسان کھڑا ہے عالمپور دی جُوہے
تیتھوں ودھ سیانا کیہڑا اندر سُخن کلامی
رنگ فقردے رنگیں مینوں بُھلاں پاپ خنامی
خالی ہتھ نہ موڑیں مینوں سُخنوراں دے پیرا
دُنیا اندر نام کڈھاواں آپ بنادے ہیرا
تیری سُخن کلامی والی کیہ کرنی وڈھیائی
میں بے خبرا کُجھ نہ جاناں مینوں خبر نہ کائی
تیتھوں اج میں لے کے جانے سوہنے سُخن خزانے
میں جٹاں دا پُت کہاواں آکھاں بول زُبانے
توں مالک میں بالک تیرا ایہ ہے آکھ سُنایا
تیری دُھم دُہائی سُن کے عالمپور ھاں آیا
میں احسان ہے پینڈا کیتا خالی موڑ نہ جاواں
اِنج دی جوت جگادے پیرا جوتی جوت کہاواں

احسان باجوہ

گکھڑوالی، ڈاکخانہ قلعہ کالروالا (قلعہ صوبہ سنگھ)، تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

دیباچہ

یہ بات بہت سالوں سے میرے اندر کروٹ لیتی رہی کہ عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحبؒ کی وہ تصانیف جو شائع ہو چُکی ہیں یا اشاعت کے بعد اب بازار میں نایاب ہو چکی ہیں اور جو تصانیف ابھی شائع نہیں ہوئی ہیں اُن کو کتابت کی غلطیوں سے پاک کر کے شائع کیا جائے۔ یہ بات آج کی نہیں بلکہ جب سے میں نے ہوش سنبھالی اس خیال نے ہمیشہ مجھے متحرک اور بے چین بھی رکھا میری زندگی کا کوئی ایسا لمحہ نہیں گزرا جو میں نے حضرت مولوی صاحبؒ کی محبت، شخصیت، کلام، اُن کے مزار اقدس اور اُن کی یادگاروں کی تعمیر کے بارے میں سوچ بچار نہ کی ہو اور اگر سچ پوچھیں تو یہ باتیں میری زندگی سے منسلک نہ ہوتیں، یہ تحریک میرے اندر نہ ہوتی تو شائد میرا حال کیا ہوتا۔ جس طرح میری زندگی میں اُتار چڑھاؤ بڑے عجیب طریقے سے آئے مجھے صرف آپؒ کی شخصیت اور کلام سے رہنمائی اور حوصلہ ملتا رہا اور میں پوری طاقت سے آگے بڑھتا رہا۔ مجھے شروع سے ہی احساس تھا کہ یہ کام بہت بڑا ہے اور مشکل بھی لیکن یہ بھی احساس تھا کہ اگر اب نہ ہو سکا تو پھر شائد کب ہوگا اور شائد اس انداز سے نہ ہو سکے کیوں کہ میں حضرت مولوی صاحبؒ کی زبان کے لہجے کو بھی سمجھتا ہوں، اُن کے خاندانی حالات، تعلیم اور دیگر معلومات کی شکل میں میرے پاس سچا اور قیمتی خزانہ موجود ہے لہٰذا اسے تحریری شکل میں عوام کے سامنے بھی آنا چاہیے۔ دوسری اہم بات یہ کہ میں کبھی کسی اہم شخصیت کے بارے اور پھر خاص کر حضرت مولوی صاحبؒ کے بارے کبھی کوئی ایسی بات نہیں تحریر کر سکتا جس کی صحت کے بارے میں مجھے شک ہو میری اُن کیساتھ محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لوں اور نہ ہی اپنی ذاتی خواہش کو سامنے لانے کی کوشش کروں۔ مجھے ہمیشہ حیرت ہوئی کہ بعض لوگ اپنی ذاتی خواہشات کی تکمیل کی خاطر حالات و واقعات کو غلط طور پر پیش کرتے ہیں جس سے تاریخ کا چہرہ مسخ ہو جاتا ہے اور اِس بات کا غلط اثر ہمیشہ آنے والی نسلوں پر پڑتا ہے اور اُن کو تاریخ سے صحیح آگاہی نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی تہذیب اور معاشرت سے صحیح طور پر آگاہ نہیں ہو سکتے۔ خیر اچھائی اور بُرائی کا ہمیشہ مقابلہ رہا مگر

جیت ہمیشہ سچ کی ہوتی ہے اس لئے میں نے 1990ء میں حضرت مولوی صاحبؒ کے نام نامی پر ایک تنظیم رجسٹرڈ کروائی اور ساتھ مطالعہ کا عمل جاری رہا اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ فہم عطا کیا تا کہ میں چیزوں کو صحیح طریقے سے جانچ اور پرکھ سکوں میں نے کوشش کی کہ خصوصاً ہوشیار پور، جالندھر اور خطے کے دیگر اضلاع کی بولیوں کو سمجھ سکوں اسلامی تاریخ، متحدہ ہندوستان اور متحدہ پنجاب کے سارے علاقے کے بارے آگاہی حاصل ہو، یہاں کی برادریوں اور قبیلوں کے طرزِ زندگی، گفتگو کرنے کے سلیقے کو سمجھ سکوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حضرت مولوی صاحبؒ نے اپنے کلام میں کن کن زبانوں کو استعمال کیا، ان کے صحیح صحیح حالات زندگی رہن سہن، ان کا کن لوگوں سے ملنا اور ملنے کا انداز، اِن کی عادات، خاندانی حالات، ان کی شاعری کا معیار اور دوسرے شاعروں خصوصاً کلاسیکی شعراء سے موازنہ اور حضرت مولوی صاحبؒ کی انفرادیت، ان کے بات کرنے کا انداز اور اب تک جن لوگوں نے آپ پر لکھا ان کی سوچ اور ذہنیت ان کے عقائد ونظریات غرض اس سے منسلک ہر نوع کے معاملات کو سمجھنے کی جستجو کی جس میں اللہ تعالیٰ نے میری مدد اور رہنمائی کی مجھے فہم وفراست عطا کی اور مجھ پر انکشافات ہوتے رہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ زبان کا لہجہ اور بولی ہر شخصیت کی اپنی رہنی چاہئے کیونکہ مختلف اضلاع میں پنجابی کے مختلف لہجے ہیں جنہیں محفوظ رہنا چاہیے اور کوئی خاص قسم کی پنجابی بنانے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے اس سے پنجابی کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر چند ہم معنی الفاظ درج کرتا ہوں جیسے دیکھیا، ویکھیا- چند، چن- سفنا، سپھنا وغیرہ۔ حضرت مولوی صاحبؒ کا شاگرد سید روشن علی جب مالوہ میں اقامت پذیر ہو گیا تو اسکو لکھی گئی اپنی ایک چٹھی میں حضرت مولوی صاحبؒ ہوشیار پور اور مالوہ کی بولی کا یوں فرق واضح کرتے ہیں۔

ے ایتھے اسیں آہے اُوتھے بنے آپاں جدوں بولیاں ہور دیاں ہور ہوئیاں

آپ کے زیرِ نظر کتاب ''دردکسالا'' میں حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ تین تحریریں ''سی حرفی سسی پنوں، چوپٹ نامہ، پندھ نامہ'' ہیں۔ جن کو راقم نے اکٹھا کر کے ''دردکسالا'' نام دیا ہے۔ اصلاحی حوالے سے مختلف دوستوں سے بات ہوتی رہی۔ مختلف دوست

احباب میرے پاس تشریف لاتے رہے اور مشاورت کا عمل جاری رہا اس سے کئی سال قبل محمد عالم کپورتھلوی نے حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ کی سات تحریروں کو جمع کر کے ''ست پھل'' کے نام سے شائع کیا تھا۔ جس میں تین اشخاص کو منظوم چٹھیاں، حلیہ شریف، سی حرفی سسی پنوں، چوپٹ نامہ اور پندھ نامہ موجود تھا جبکہ چٹھیوں کو ''چٹھیاں'' کے نام سے شائع کر دیا ہے، ''حلیہ شریف'' کو الگ سے شائع کر دیا جبکہ سی حرفی سسی پنوں، چوپٹ نامہ اور پندھ نامہ کو ''درد کسالا'' کے نام سے شائع کر رہا ہوں۔ راقم نے ''درد کسالا'' کی پروف ریڈنگ کے سلسلے میں بہت محنت کی اور بعض مشکل اشعار کو حل کیا بلکہ مشکل الفاظ کے معنی بھی حاشیہ میں تحریر کر دیئے تاکہ شائقین کو حضرت مولوی صاحب کے اشعار سمجھنے میں آسانی ہو جس سے اب ان کی شان دوبالا ہو گئی ہے۔

اگر کسی مصنف کا قلمی نسخہ سامنے موجود ہو تو اس کی پروف ریڈنگ اور اشاعت میں آسانی ہوتی ہے۔ عظیم کلاسیکی شاعر حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ کی چند کتب ایسی ہیں جن کی تقریباً سو سال سے اشاعت تو جاری ہے اور ان کتب کے آج تک کئی ایڈیشن شائع بھی ہو چکے ہیں لیکن ان کے قلمی نسخے موجود نہیں ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ اکثر کاتب حضرات اور پروف ریڈنگ کرنے والے حضرات سے بعض اوقات غلطیاں رہ جاتی ہیں اور بعض کاتب حضرات کو دیکھا ہے اور یہ بات تجربے اور مشاہدے میں آئی ہے کہ وہ اچھے بھلے صحیح لفظ کی تصحیح کرنے کی غرض سے اس کو بگاڑ دیتے ہیں۔ جیسا کہ مثال کے طور پر میں نے حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ کا ایک شعر کاتب کو لکھنے کے لیے دیا۔

ایہہ مرداں دے نام دی جگ وچ رہسی ہول
خلق پکارا پاوسی کدی غلام رسول

تو کاتب نے دوسرے مصرعے کو یوں لکھا:

خلق پکاراں پاوسی کدی غلام رسول

راقم نے کاتب سے پوچھا کہ جب میں نے تم کو تاکیداً یہ بات کہی تھی کہ شعر میں کوئی تبدیلی نہیں کرنی تو تم نے پکارا کی جگہ پکاراں کیوں لکھا ہے؟ اس نے جواباً کہا کہ جناب پکارا تو ایک ہوتا ہے، اس لیے میں نے پکاراں لکھا ہے تاکہ زیادہ یعنی جمع کا صیغہ بن جائے کیونکہ یہ پورے زمانے میں پھیلنی

تھی۔ پھر میں نے اس کو پکارا کا مفہوم بتایا اور کہا کہ یہاں پکارا ہی آئے گا جس کا مطلب ہے بلند آواز، شہرت، ناموری اور شور وغل لہٰذا یہی معنی موزوں ہیں۔ تو یہ مثال دینے کا میرا مقصد یہ تھا کہ کاتب اور پروف ریڈنگ کرنے والے حضرات اکثر اپنی طرف سے کمی یا اضافہ کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ چند کتب کے قلمی نسخے نہ ہونے کی وجہ سے کاتب حضرات یا پروف ریڈنگ کرنے والے حضرات سے غلطیاں ہوتی رہی ہیں۔ ایک نابغہ روزگار مصنف کے ذہن تک عام آدمی کی رسائی ناممکن ہوتی ہے کہ وہ شخصیت کیا کہنا چاہتی تھی۔ لہٰذا اس کام میں بہت محنت درکار ہوتی ہے۔ اس لیے موجودہ ایڈیشن میں کتابت کی جو غلطیاں رہ گئی تھیں اس کے لیے میں نے مختلف ایڈیشن کو سامنے رکھا سوچ بچار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ان کو دور کیا اسی طرح پندھ نامہ میں مختلف گاؤں کے حوالے سے ہندوستان جا کر ان گاؤں کے ناموں کی تصحیح کرنے کے بعد کتابت کی غلطیوں کو دور کیا اِنشاء اللہ تعالیٰ اب جو نسخہ آپ کے سامنے ہے اس سے اس کی شان دوبالا ہو گئی ہے۔

اگر چہ راقم نے اس کتاب کی صحیح اشاعت میں پوری کوشش کی ہے لیکن پھر بھی کہیں کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو تصحیح فرما کر راقم کو مطلع کر دیں تاہم اہل علم حضرات پر اس کی خصوصیت مخفی نہیں رہے گی۔ اصلاح کی کوشش جاری رہے گی۔

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

سوانح حیات (Biography)

عظیم کلاسیکی شاعر سرتاج اولیاء سُلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ

پیدائش

حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ 5 ربیع الاوّل 1265ھ بمطابق 29 جنوری 1849ء بروز سوموار کو موضع عالپور، تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیار پور، ہندوستان میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کی قوم گجر اور گوت کسانہ تھی۔ آپ کے والد محترم چوہدری مراد بخش اور آپؒ کی والدہ محترمہ رحمت بی بی تھیں۔ حضرت مولوی صاحب والدین کی اکلوتی اولاد تھے۔ آپ کی پیدائش کے چھ ماہ بعد آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا حضرت مولوی صاحبؒ کی عمر ابھی تقریباً 12 سال تھی کہ آپ کے والد محترم بھی اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔

تعلیم

ظاہری طور پر باقاعدگی سے تحصیل علم کے بارے میں کسی طرف سے کوئی سراغ نہیں ملتا اور یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آپ علم لدنی یعنی (الہامی علم) سے مستفیض تھے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل و کرم تھا تاہم ابتدائی تعلیم کے طور پر اپنے گاؤں کے مولوی حامد صاحب سے کچھ عربی اور فارسی کی کتب پڑھیں پھر کچھ علم قریب کے ایک گاؤں غلز یاں کے مولوی عثمان صاحب سے حاصل کیا۔

ملازمت

ظاہری علوم سے فارغ ہونے کے بعد آپ میر پور کے پرائمری سکول میں بحیثیت استاد پڑھانے لگے۔ آپ نے میر پور کے پرائمری سکول میں 15 سال کی عمر میں بحیثیت استاد 1864ء سے 1878ء تک 14 سال تعلیم دی۔ 1878ء میں آپ کا تبادلہ موضع مہیسر ہوگیا۔ وہاں آپ نے 4 سال پڑھایا اور 1882ء میں ملازمت سے استعفیٰ دے کر عالپور آ گئے۔ آپؒ نے تقریباً 18 سال بحیثیت سکول اُستاد ملازمت کی اور جب آپ نے استعفیٰ دیا تو اس وقت آپ کی عمر تقریباً 33 سال تھی۔ آپ ذرائع آمدورفت کے لیے ہمیشہ گھوڑی کی سواری کا استعمال کرتے تھے۔ استعفیٰ دینے

کا واقعہ یوں پیش آیا کہ جب سکول سے چھٹی کے بعد حضرت مولویؒ صاحب واپس گھر کی طرف روانہ ہوئے ہی تھے کہ سکول انسپکٹر جو انگریز تھا وہ سکول پہنچ گیا تو اس نے حضرت مولویؒ صاحب کے بارے میں دریافت کیا تو اسے بتایا گیا کہ حضرت مولویؒ صاحب سکول چھٹی کے بعد ابھی گھر کی طرف روانہ ہوئے ہیں تو سکول انسپکٹر نے ایک استاد کو حضرت مولویؒ صاحب کے پیچھے روانہ کیا کہ ان کو بلا کر لاؤ۔ وہ استاد تیزی سے حضرت مولویؒ صاحب کے پاس پہنچا اور بتایا کہ سکول انسپکٹر بلا رہا ہے تو حضرت مولوی صاحبؒ نے چند اشعار میں اپنا استعفیٰ اس استاد کے ہاتھ لکھ بھیجا اور واپس سکول نہیں گئے۔

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب نے اپنے گھر سے قریب ہی اپنی گرہ سے ایک مسجد بنوائی تھی جہاں وہ امامت اور دینِ اسلام کی تبلیغ کرتے تھے جبکہ وہ مسجد آپ کا مکتب بھی تھا جہاں فارسی، اردو اور طب کی تعلیم مفت دیتے تھے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے بانی اور پہلے پرنسپل G.W.Leitner اپنی کتاب History of Indigineous Education in the Punjab کی دوسری جلد کے صفحہ 49 پر لکھتے ہیں:

"At Alampur under the direction of the Excellent Maulvi Ghulam Rasool is a large Maktab with 40 pupils where Persian and Urdu are very well taught by him gratuilously."

مسجد کی امامت آپ کی کمائی کا ذریعہ ہرگز نہیں تھی۔ آپ کا جدی پیشہ زمینداری تھا جبکہ آپ حکمت بھی کرتے تھے اور یہ عطائے ربی تھی۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ ظاہری طور پر کہیں بیعت نہیں تھے اس لیے ظاہری سلاسل میں کسی سلسلے سے منسلک بھی نہیں تھے۔ اسی طرح آپ کے والد محترم کا پیشہ بھی زمینداری تھا اور وہ بھی کسی مسجد کے امام نہیں تھے۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کا ایک نوکر بھی تھا۔ جس کا نام علی بخش تھا۔ ایک بار علی بخش مویشیوں کا چارہ لے کر دیر سے گھر لوٹا تو حضرت مولوی صاحبؒ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ

سارا دن اُڈیکیا گیا کویلا ہو
ڈھیر کمائی تدھ دی بھریاں پونے دو

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کے شاگرد سیّد سردار کے مطابق جو کہ آپ کے کاتب بھی تھے کہ حضرت مولویؒ صاحب نے کبھی کوئی مصرعہ یا شعر آدھا نہیں لکھا اور جو بھی شعر لکھا تو اس کی اصلاح کی کبھی ضرورت پیش نہیں آئی۔ کیونکہ وہ ہوتا ہی صحیح تھا۔ حالانکہ بڑے بڑے شعراء اور مصنّفین بھی

جب لکھتے ہیں تو انہیں اپنے لکھے ہی کی کئی کئی بار اصلاح کرنی پڑتی ہے۔

خُلق اور عادات وخصائل:

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالپوری کی عادات بہت پیاری تھیں۔ وہ طبیعت کے بہت اچھے اور ملنسار تھے۔ ساری عمر میں کسی کے ساتھ غصے میں نہیں بولے۔ راہ چلتے ہوئے نظریں نیچی رکھتے اور بڑے باوقار انداز سے چلتے تھے۔ ذرائع آمدورفت کے لیے ہمیشہ گھوڑی کی سواری کا استعمال کرتے تھے۔ خوش لباس اور خوش گفتار بھی تھے جبکہ طبیعت میں ہلکا سا مزاح بھی تھا۔ آپ سفید کرتا اور سفید دھوتی جبکہ سفید پگڑی پہنتے تھے لیکن کبھی کبھار ملتانی لُنگی اور مسدّی پگڑی بھی پہن لیتے تھے۔ آپ باقاعدگی سے مسواک کرتے تھے جبکہ آپ کے بات کرنے میں بڑی تاثیر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فصاحت و بلاغت عطا فرمائی تھی۔ لوگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ قوتِ ایمانی کا یہ حال تھا کہ بڑے سے بڑا آدمی بھی آپ کے سامنے جھوٹ بولنے کی جرأت نہیں کرتا تھا۔

حلیہ مبارک:

حضرت مولوی غلام رسول عالپوری صاحب کا قد مبارک تقریباً 5 فٹ 9 انچ تھا۔ آپ کے چہرے کے نقوش بہت ہی خوبصورت تھے۔ جسم مبارک متناسب اور پتلا تھا لیکن کمزور نہیں تھا۔ بلکہ صحت مند اور توانا تھے۔ آپ کی داڑھی مبارک چھوٹی تھی، دانت سفید، ہموار اور خوبصورت تھے۔ رنگ گورا اور سُرخی مائل تھا۔ آنکھیں درمیانی تھیں۔ نہ زیادہ موٹی اور نہ چھوٹی تھیں بلکہ سرخی مائل تھیں۔ جبکہ آپ کے ہاتھ کی ہتھیلی بھی بھرپور اور سرخی مائل تھی۔ سر کے بال بھرپور تھے لیکن زیادہ لمبے نہیں تھے۔ آپ کی پیشانی تنگ نہ تھی بلکہ کھلی اور بہت مناسب تھی جبکہ آپ کی پیشانی پر قدرتی طور پر ایک چمک تھی جسے ہر آدمی نے بیان کیا اور محسوس کیا۔ آپ کی گردن مبارک نہ پتلی تھی اور نہ ہی موٹی بلکہ بہت موزوں تھی۔

نکاح واولاد:

حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ کی تین شادیاں ہوئیں پہلی شادی موضع دُھوتاں تحصیل بھُونگہ ریاست کپورتھلہ میں ہوئی اس بیوی میں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی اور وہ بیوی وفات پا گئیں پھر آپ کی دوسری شادی گاؤں سکرالا ضلع ہوشیارپور میں ہوئی اس بیوی میں سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جن کا

نام ’’عائشہ بی بی‘‘ تھا لیکن بیٹی کی پیدائش کے کچھ عرصہ بعد دوسری بیوی کا بھی انتقال ہو گیا۔ حضرت مولوی صاحب نے اپنی بیٹی کی دیکھ بھال اور پرورش کے لیے دو نوکرانیاں رکھیں جن کے نام جنیبی اور تاباں تھے۔ تیسری اور آخری شادی گاؤں کھنیاں ودھایا کے رہائشی گلاب گجر کی بیٹی محترمہ زینب بی بی سے ہوئی ان میں سے ایک بیٹی پیدا ہوئی جن کا نام خدیجہ بی بی تھا۔ خدیجہ بی بی کی پیدائش حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحبؒ کی وفات سے تقریباً دو ماہ بعد ہوئی لیکن بوقت وفات حضرت مولویؒ صاحب نے اپنی بیوی زینب بی بی سے فرمایا کہ تمہارے ہاں بیٹا نہیں بیٹی پیدا ہو گی اور اس کا نام خدیجہ بی بی رکھنا لہٰذا ایسا ہی ہوا۔ محترمہ خدیجہ بی بی کی عمر تقریباً 5 سال تھی کہ والدہ صاحبہ محترمہ زینب بی بی کا بھی انتقال ہو گیا۔ محترمہ خدیجہ بی بی کی شادی چوہدری عبدالعزیز کے ساتھ ہوئی جو عالمپور کے ہی رہنے والے تھے اور ان کا تعلق اہم زمیندار گھرانے سے تھا۔ محترمہ خدیجہ بی بی کی اولاد دو بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں بڑا بیٹا عبدالطیف تقریباً 18 سال کی عمر میں پاکستان بننے سے قبل خدیجہ بی بی کی زندگی میں ہی وفات پا گیا اور انہیں حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوری صاحب کی دونوں بیٹیوں عائشہ بی بی اور خدیجہ بی بی کی وفات وہیں انڈیا ہی میں ہوئی۔ خدیجہ بی بی کو بھی حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ جبکہ عائشہ بی بی کی وفات خدیجہ بی بی سے پہلے ہوئی تھی۔ خدیجہ بی بی کی اولاد میں عبدالطیف، ان سے چھوٹے سعیدہ بیگم، مسعودہ بیگم، عبدالرشید اور رضیہ بیگم ہیں۔ رضیہ بیگم نے عالمپور کے پرائمری سکول سے پرائمری تک تعلیم حاصل کی۔ 1947ء کے بعد محترمہ رضیہ بیگم کا خاندان پاکستان آ کر ضلع لائلپور کی تحصیل سمندری کے گاؤں چک نمبر 142 گ ب میں آباد ہوا اور یہیں رضیہ بیگم کی شادی چوہدری غلام قادر پھامبڑا سے ہوئی۔ چوہدری غلام قادر پھامبڑا موضع پھامبڑا تحصیل بھونگہ ریاست کپورتھلہ انڈیا کے رہنے والے تھے اور انہوں نے وہیں بھونگہ کے ہائی سکول سے میٹرک کیا۔ چوہدری غلام قادر پھامبڑا کا خاندان تقریباً 1950 ایکڑ زرعی اراضی کا مالک تھا اور پھامبڑا گاؤں انہی کی گوت پر آباد ہے۔ پورے پھامبڑا گاؤں کا مالک یہی خاندان تھا۔ جبکہ ان کا خاندان بھی وہاں سے ہجرت کر کے پاکستان کے ضلع لائلپور کی تحصیل سمندری کے گاؤں چک نمبر 142 گ ب میں آباد ہوا۔ بعدازاں 1975ء میں اس خاندان نے گاؤں سے ترک سکونت کر کے لائل پور میں مستقل سکونت اختیار کر لی ہے۔ راقم بندہ صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری محترمہ رضیہ بیگم کا بیٹا ہے جبکہ محترمہ خدیجہ بی بی کا نواسا اور حضرت

مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کا پڑنواسا ہے۔ راقم صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری کے دو بیٹے علی انوار قادر اور محمد حماد مسعود ہیں جبکہ ایک بیٹی سدرہ مسعود ہے۔ واضح رہے کہ دوسرے بیٹے کا نام میری پہلی کتاب ''ڈونگھے راز'' میں حسنین مسعود لکھا ہوا ہے لیکن بعدازاں اس کا نام تبدیل کر کے محمد حماد مسعود رکھ دیا گیا۔ یہ وضاحت اس لیے ضروری ہے کہ قارئین حضرات کو کسی قسم کی غلط فہمی نہ ہو۔

تصانیف

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کا کلام میٹرک سے ایم اے تک پاکستانی نصاب میں شامل ہے۔ آپ کی شخصیت اور کلام پر پاکستان میں ڈاکٹر محمد صادق جنجوعہ نے پی ایچ ڈی کی ہے۔ جبکہ انڈیا میں ڈاکٹر اُتم سنگھ بھاٹیا نے بھی آپ کی شخصیت اور کلام پر پی ایچ ڈی کی ہے۔ آپ کا زیادہ تر کلام پنجابی میں ہے لیکن آپ نے بڑی اہم کتب اُردو، فارسی اور عربی میں بھی تحریر کی ہیں۔

آپؒ کی اب تک منظر عام پر آنیوالی دستیاب کتب کا تذکرہ کیئے دیتا ہوں۔ دستیاب کتب کا لفظ میں نے اس لیے استعمال کیا ہے کہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کی اور کتب کا سراغ بھی ملتا ہے۔ ''قصہ دوپن''، ''گجر نامہ'' اور دیگر کتب کے تذکرے ملتے ہیں۔ 1947ء میں دونوں ممالک کی تقسیم کے وقت میرا خاندان لکڑی کا واحد ٹرنک جس میں حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کے قلمی نسخے موجود تھے وہ لے کر ابھی گاؤں سے نکلے ہی تھے کہ سکھوں کے ایک شدید حملے کی وجہ سے کتابوں کا وہ ٹرنک کہیں کھو گیا۔ جس کی وجہ سے کچھ قیمتی کتب ابھی تک نہیں مل سکیں۔ البتہ داستان امیر حمزہ، احسن القصص اور چٹھیاں آپ نے اپنی زندگی میں ہی شائع کروا دی تھیں اور ان کی مقبولیت برصغیر میں پھیل چکی تھی۔ پھر رفتہ رفتہ چند کتب کے نسخے ملے ہیں لیکن ابھی کچھ کتب نہیں مل سکیں۔ کوشش جاری ہے۔ راقم بندہ صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری کے ہندوستان جانے پر بھی کچھ سکھوں نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ ٹرنک آپ کے آباؤ اجداد کے جانے کے بعد مل گیا تھا لیکن وہ پھر کسی اور شخص کے ہاتھ لگ گیا۔

راقم الحروف نے عظیم کلاسیکی شاعر حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کی کتب کے بارے میں ترتیب وار جو تاریخ اور سن دیئے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کس تاریخ، سن، کتنی عمر اور کتنے عرصہ میں کتاب مکمل کی ہے۔ یہ تمام معلومات بالکل صحیح ہیں کیونکہ تمام تر معلومات حضرت

مولوی صاحب نے خود اپنی کتب میں فراہم کی ہیں۔ حضرت مولوی صاحب کے بے شمار فنی محاسن میں سے اِن کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ آپ کی تمام کتب کے نام اس طرح سے ہیں کہ کسی کتاب کے نام کے اعداد نکال لیے جائیں تو اس کتاب کا سن تالیف نکل آتا ہے۔ پھر آپ نے ہر کتاب میں اس وقت اپنی عمر، اس کا سنِ تالیف ہجری، عیسوی اور بکرمی میں دے دیا ہے اور ہر کتاب کا سببِ تالیف بھی بیان کر دیا ہے۔ اس لیے آپ کی کتب کے بارے میں کوئی ابہام باقی نہیں رہ جاتا۔

(1) آپؒ نے سب سے پہلے ''داستان امیر حمزہؒ'' کی پہلی جلد پندرہ سال کی عمر میں تقریباً ایک ماہ میں 1281 ہجری بمطابق 1864ء میں مکمل کی جبکہ دوسری اور تیسری جلد بروز جمعرات 16 محرم 1286ھ بمطابق 29 اپریل 1869ء 8 بیساکھ 1926 بکرمی 20 سال کی عمر میں 2 ماہ میں مکمل کی۔ جس کے اشعار کی تعداد تقریباً 20,000 ہزار ہے۔

(2) دوسری کتاب ''روح الترتیل'' 19 سال کی عمر میں 1285ھ بمطابق 1868ء کو مکمل کی جس کے اشعار کی تعداد 256 ہے۔

(3) حضرت مولوی غلام رسول عالپوریؒ نے تیسری کتاب ''احسن القصص'' 24 سال کی عمر میں ایک ماہ میں 1290ھ مطابق 1873ء کو مکمل کی۔

(4) چوتھی کتاب ''مسئلہ توحید'' یہ اُردو نثر میں ہے جو آپ نے 29 سال کی عمر میں 17 ذیعقد 1295ھ مطابق 1878ء کو مکمل کی۔

(5) ''سی حرفی حلیہ شریف حضور ﷺ'' 27 ربیع الاول 1297ھ مطابق 9 مارچ 1880ء موافق 28 پھاگن 1936 بکرمی بروز منگل بوقت عصر میراں و جانی موچی کی فرمائش پر تحریر کیا۔ اس وقت آپ کی عمر 31 سال تھی۔

(6) ''چٹھیاں'' حضرت مولوی صاحبؒ نے اپنے شاگرد سید روشن علی، دوست ہیرے شاہ اور صاحبزادہ غلام یٰسین کو منظوم چٹھیاں لکھیں۔ جو چٹھی آپ نے سید روشن علی کو لکھی ہے اس میں حضرت مولوی صاحبؒ خود فرماتے ہیں یہ نامہ بتاریخ 8 محرم 1300 ہجری بمطابق 26 کاتک سن 1939 بکرمی بمطابق 10 نومبر 1882ء بروز دوشنبہ (یعنی بروز سوموار) بوقت نیم روز (یعنی بوقت دوپہر) جانی موچی کی دکان میں بیٹھ کر بحالت درد چشم لکھا گیا۔ اس وقت آپ کی عمر 33 سال تھی۔

(7) ''سی حرفی سسی پنوں'' یہ سی حرفی آپ کی شاعری کی خوبصورت مثال ہے۔

(8) ''سی حرفی چوپٹ نامہ'' یہ سی حرفی بھی آپ کی شاعری کی خوبصورت مثال ہے۔

(9) ''پندھ نامہ'' یہ منظوم ہے اور یہ ایک عورت کے راستہ دریافت کرنے پر لکھا گیا ہے۔

(10) حضرت مولوی صاحبؒ کی دسویں اور آخری تصنیف جواب تک سامنے آئی ہے وہ ''مآرب الخاشعین'' ہے جو کہ اُردو نثر میں آپ کی دوسری تصنیف ہے۔ مآرب الخاشعین آپ نے 1305ھ بمطابق 1888ء کو 39 سال کی عمر میں لکھی ہے۔

وفات:

عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ 7 شعبان 1309 ہجری بمطابق 7 مارچ 1892ء بمطابق 24 پھاگن بروز سوموار بوقت چاشت کو 43 سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گئے اور آپ کو موضع عالمپور، تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیار پور کے ہی قبرستان میں دفن کیا گیا اور وہیں آپ کا مزار اقدس ہے۔ 1947ء کے بعد راقم 2007ء میں پہلی بار عظیم کلاسیکی شاعر سلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کے مزار اقدس موضع عالمپور، تحصیل دسوہہ، ضلع ہوشیار پور انڈیا پہنچا تو حضرت مولوی صاحبؒ کی قبرِ انور کے سرہانے پر پتھر کی ایک تختی لگی تھی جس پر تاریخِ پیدائش 29 جنوری 1849ء اور وفات 7 مارچ 1892ء درج تھی۔ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ 3 دن بیمار رہے۔ آپ کو ذات الجنب (بائیں پسلی کا درد) تھا۔ آپ نے دوست احباب کو بتا دیا تھا کہ ہمارا اس دنیا سے رُخصت کا وقت ہے۔ جس کسی نے ملنا ہے وہ مل لے۔ تین دن بعد بوقت چاشت آپ کا وصال ہوگیا۔ غسل کفن کے وقت حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ تھوڑے سے اشارہ سے پانسا پلٹ جاتے تھے۔ حضرت مولویؒ صاحب کی نمازِ جنازہ ان کی وصیت کے مطابق ان کے دوست مولوی عبداللہؒ صاحب تلونڈی والے نے پڑھائی کیونکہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب نے وصیت کی تھی کہ پیچھے رہنے والا آگے جانے والے کی نماز جنازہ پڑھائے گا۔ مولوی عبداللہؒ صاحب اس وقت پنڈوری گاؤں میں تھے۔ انہیں بذریعہ کشف حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کی وفات کا علم ہوگیا اور وہ تقریباً 7 میل کا پیدل سفر کر کے وہاں پہنچے جبکہ راستے میں جہاں جہاں سے وہ گزرتے رہے لوگوں کا جمِ غفیر ان کے ساتھ شامل ہوتا رہا۔ جب مولوی عبداللہؒ صاحب عالمپور کے قریب پہنچے تو اس وقت یہاں نماز جنازہ کی تیاری ہو رہی تھی۔ لوگوں نے دیکھا دور ایک بڑا قافلہ اس جانب آ رہا ہے لہٰذا لوگوں نے فیصلہ کیا کہ کچھ دیر رُک جائیں۔ جب قافلہ قریب پہنچا تو لوگوں نے قافلہ سالار مولوی عبداللہؒ صاحب کو پہچان لیا۔ ادھر

عالمپور کی ایک مسجد کا جو روایتی امام تھا وہ بھی وہاں موجود تھا۔ مولوی عبداللہؒ صاحب نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ یہ نماز جنازہ میں پڑھاؤں گا۔ کیونکہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب نے وصیت کر رکھی ہے۔ تو روایتی امام کا جواب تھا کہ اگر آپ نہ بھی کہتے تو آپ کے ہوتے ہوئے میں امامت کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا مولوی عبداللہؒ صاحب تلونڈی والے نے عوام سے کہا کہ یہ کوئی عام جنازہ نہیں ہے، واپس گھروں کو جائیں صاف ستھرے ہو کر صاف ستھرے کپڑے پہن کر آئیں لہٰذا کچھ لوگ گھروں کو لوٹے اور صاف لباس زیب تن کر کے واپس آ گئے۔ تب مولوی عبداللہؒ صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جب لحد میں اتارنے لگے تو مولوی عبداللہ صاحب نے لوگوں سے کہا کہ 10 قدم پیچھے ہو جائیں اور پھر مولوی عبداللہ صاحب سرہانے کی طرف کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ نے انتظار بھی نہ کیا۔ تب حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب کی آنکھوں سے دو موٹے آنسو بہہ نکلے۔ جو مولوی عبداللہ صاحب نے اپنے رومال سے پونچھ کر اپنے چہرے پر مَل لیے اور لوگوں سے مخاطب ہوئے کہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب میرے دوست تھے اور میں جانتا تھا کہ وہ ولیٔ کامل ہیں لیکن اس بات کا انکشاف آج ہوا کہ حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ صاحب ولایت کے بہت اعلیٰ ترین منصب پر فائز تھے۔

تحریر و تحقیق

صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

شجرۂ نسب

راقم الحروف بندہ صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری نے جنوبی ایشیاء کے عظیم کلاسیکی شاعر سرتاجِ اولیاء سُلطان العارفین حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ کا شجرہ نسب مرتب کر دیا ہے تا کہ تحقیق دانوں اور علم وادب کے شائقین کے لئے آسانی رہے۔شجرہ نسب حسب ذیل ہے۔

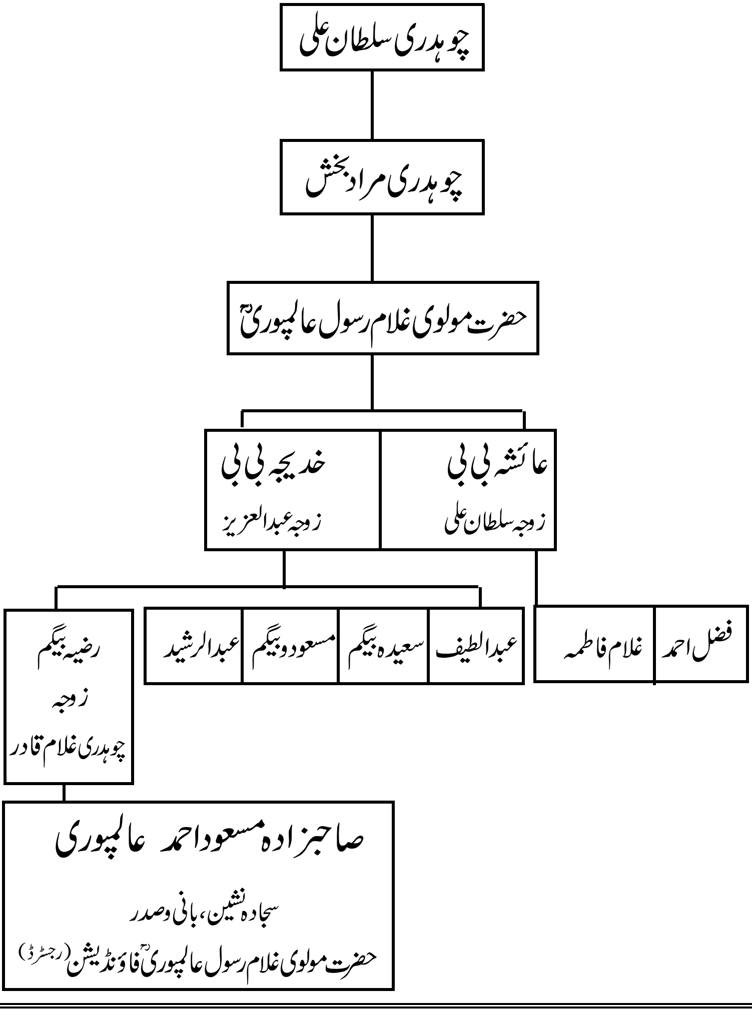

سی حرفی سسی پنوں

زیرِ نظر نسخہ کی تصحیح تو خود چوہدری عبدالعزیز صاحب ''داماد حضرت مولوی غلام رسولؒ عالپوری صاحب'' نے نہایت محنت سے کی ہے جس سے اس کی شان دوبالا ہوگئی ہے۔ راقم الحروف صاحبزادہ مسعود احمد عالپوری نے اس کا ازسرِنو جائزہ لیا اور جہاں کتابت کی کوئی غلطی پائی اُس کی تصحیح کی اور مشکل الفاظ کے معنی درج کردیئے ہیں۔ اُمید ہے کہ اب آپ بہتر طور پر لطف اندوز ہو سکیں گے۔

سسی پُنوّں

الف: اچنت سجن گل باہیں نی میں سیج پُھلاں بھر سُتی
جاں جاگی شوہ نال نہ پایا نی میں رہیاں نیند وگتی
یار وچھنیاں اَکھیں رُنیاں بھاہ چھڈ دی سیج کُرتی
اکھیں کھول غلام رسولا سسی کُوکے لُٹی لُٹی

ب: برہوں دے قہر دوگاڑے میرے دل وچہ کاری لگے
کر گھائل سِٹ گئے شکاری کی جاناں کِت وَل وگے
کر کے جُدا پنوں تھیں مینوں میرے دُکھاں نے سُکھ ٹھگے
دیکھ غلام رسول سسی نوں جھڑی مردی مرنوں اگے

ت: تپ دے دو نین تتی دے رَت وہندے پرنالے
کھڑی پُکارے کر کر نعرے دُکھ پاگئے ہوت[1] رذالے[2]
نہ چھڈ جائیں پنوں یارا مینوں آ مڑ لے چل نالے
لے پیغام غُلام رسولاؔ میرے یار دے کریں حوالے

---

[1] بلوچ قوم کی ایک گوت ہے۔ [2] کمینے، بدذات

ث: ثبوتی تے صبر تسلی نی میں وِیچ وہاجیاں آہیں
لالچ نیند وگتّا سوہنا میں ہن رونیاں اُبھے ساہیں
جنہیں راہیں میرا پُنوّں ونجیا میں ونج مِلساں انہیں راہیں
جا آکھ غُلام رسُول سجن نوں سوہنیا مار موئی نوں ناہیں

ج: جگا نہ رخصت ہویوں جاں توں دھریا پیر کچاوے
کیوں توں مینوں خبر نہ کیتی جدوں لاہے گلوں گلاوے
بے ترسا کیوں ترس نہ کیتا میرے دل نوں لا پچھتاوے
دیکھ غُلام رسُول سسی دے نین بلن وچہ ہاوے

ح: حوالے کر کس دے مینوں وے توں چھوڑ پیوں اُٹھ راہیں
ہن رت رُنّی دید وچھنّی کھڑی کُوکاں لمیں باہیں
مست بلوچا موڑ مُہاراں مڑ سن لے میریاں آہیں
وانگ غلام رسُول وجوگن سسی روندی آہیں ڈھاہیں

خ: خطائیں بخش اسائیں اساں کیتیاں بے ادائیاں
جو کیتا توں چنگا کیتا اساں خود کیتیاں بھر پائیاں
کیوں کہنے دی جا نہ میری وے میں منیاں بے پروائیاں
کر دیاں ناز غُلام رسُولا جیہڑیاں شہ نے آپ بولایاں

د: دکھیں میں گھائل ہوئی مینوں چاہڑیا درد مروڑا
میں وانگوں کونج دُکھی کرلانی میرا ہوت گئے لے جوڑا

شالا جاں وچھنّے تے دکھ رُتے سانوں پیّا جنہاں وچھوڑا
غُلام رسُولؔ جنہاں پی وچُھنّے اوہ پھر کد رون تھوڑا

ذ: ذرا دل صبر سیوّ میرا آہیں گُھل گیا پٹّا
دُنیا ، دین ، ایمان سنے دل میں چا پنوں ہتھ دِتا
ہوش حواس کیتے قربانی سوہنا کیوں ہو گیا پستّا
غُلام رسُولؔ اوہ ہرن[1] صبوری[2] جس تے پیا برہوں دھا[3] چِتّا[4]

ر: روواں میں رو مُکھ دھواں نی توں ورج نہ میریئے مائے
پنوں یار گیا گھت دُکھیں میرے روون دے دن آئے
لب پیلے اج نین رنگیلے گل زُلفاں کنڈل پائے
غُلام رسُولؔ سسی دیاں چیخاں دل سنگاں سل پائے

ز: زار و زار سسی پئی روندی اماں پکڑ پلو کھلیارے
نہ کر پچھا ایہو جیہاں دا جیہڑے پاپ کرن ہتھیارے
ندیاں چیر ملیندے ساجن تے ایہہ گل تھیں لا سدھارے
غُلام رسُولؔ کی پیت تنہاں دی جہڑے درد نہ ونڈن ہارے

س: سبھا کُجھ میں تج چکیاں نی میں چھوڑے ناز نہورے
وڈیائیاں تے مان تکبر سب رخصت کر کر ٹورے

---

[1] اُڑنا، چرانے کا فعل ، چلے جانا، جاتا رہنا نشہ کا، مرگ، آہو۔ [2] صبر، شکر، قناعت، صلہ، ہمت۔
[3] ڈھول وغیرہ بجنے کی آواز، پٹنے کی آواز، کسی بھاری چیز کے گرنے کی آواز، مصروف، مشغول۔
[4] شیر کی قسم کا درندہ، داغ، دھبہ، ضد، تکرار، ایک دوائی جو خون اور بلغم صاف کرتی ہے۔

تے اک یار نہ ٹوریا ہتھیں جیہڑا میں پر کر گیا زورے
غُلام رسُولؔ پنّوں دی راہیں سسی کرن لگی ہٹکورے
ش: شاباشب ہوت سواری نی اوہ تھل مارو لنگھ گیّا
ونج مِلن کد ڈاچیاں والے نی تُوں بہ جا ہٹ جا دھیّا
تے تُوں پندھ نہ پیوں عمر ساری وچہ اج کیہی مصیبت پیّا
غُلام رسُولؔ سسی دے سر تے اج بنیا سخت قضیّا
ص: صبر دل میریوں چلیا تے ہن میرا نہیں ٹِکانا
عِشق امانت میں سر دھریا جے دُھر اپڑے تاں جانا
چھڈ یارا میں بے وس ہویاں کیتا خونی عِشق دھگانا
انت غُلام رسُولؔ سسی نے ونج جانا خوف نہ کھانا
ض: ضرور میرا من کہنا نی توں جا نہ پرے پریرے
کی شے ہوت گیا کی ہویا ایتھے پنوں جہئے بہترے
ریگستان تنور تھلاں دے مت سڑبل ہوسیں بیرے
غُلام رسُولؔ سسی نہیں ہٹدی ہن ورجیاں تیرے میرے
ط: طعنے سن رُنی سسی نی توں کی مائے فرمایا
پنوں جہیا مست رنگیلا کسے کد ست پتری جایا
دونویں عالم تے دِل دُکھیں بھریا میں پنوں توں گھول گھمایا
غُلام رسُولؔ ایتھے پنوں باجھوں سسی کوکے ہور نہ آیا
ظ: ظالم عشق دھگانا کیتا سسی پاڑ پلو اُٹھ دھائی

کھوجے کھوج پنوں دی راہیں او کردی گئی دوہائی
پَیر ننگے اَتے مہندیوں رنگے وچہ کنڈیاں پھرے دبائی
ہور غُلام رسُوؔل برہوں دے چڑھ سورج لاٹ وگائی

ع: عنایت کریں بلوچا سسی رو رو کوک پکارے
تیز روانی ڈاچی والیا مینوں دیندا عشق ہولارے
میں برہوں بھج بالن ہویاں وچہ تھل بھکدے انگیارے
غُلام رسُوؔل دن محشر وانگوں چھُٹے سورج دے لشکارے

غ: غماں تے درداں والے مینوں پائے عشق سیاپے
لنکا واہ تھلاں دیاں ریتاں میرا تن من تاندیاں تاپے
پُنّوں تاوَ دِتا وچہ سینے وے توں چمکیا آپے آپے
غُلام رسُوؔل پکارے سسی مینوں نج جنیدے ماپے

ف: فراق دے دردوں مینوں اگ بلدی وچ جھوکو
لال رتوں بھر مالا چینی تسیں جھمنیاں دِیئو نوکو
بھریا نور پنّوں دا محمل کتے جاندا دیکھیا لوکو
غُلام رسُوؔل سسی برہوں سڑدی تسیں نہ سڑدی نوں روکو

ق: قرار تسلی میری وے توں لے پُنّوں کتھے چھُپیا
چڑھی دوپہر تے چمکیا سورج تھل مارو دوزخ تپیا
وے میں سڑدی بلدی کولے ہوندی تاں بھی نام تیرا ہی جپیا
غُلام رسُوؔل کی وس سسی دے ایس عِشق اندر جگ کھپیا

ك: کرم دیاں موڑ مہاراں پنُوّں سن لے میریاں آہاں
توں توڑ و چھوڑی وے میں پچھے دوڑی تیرا اجے بھی قدم آ گاہاں
دیکھ اکھیں نالے سن لے کنیں میرے جان کندن دے ساہاں
غُلام رسُولؔ پیا نیڑے وَسدا تیریاں جاندیاں دُور نگاہاں

ل: لبیں دم دندیں پلو بھر اکھیں لہو پلٹیا
میرے نین پران حیاتی گھٹ گئی دُکھ برہوں ذرا نہ گھٹیا
نی میں گھٹ دی گھٹ دی گھٹے رُلیاں ایہوعِشق تھیں کھٹیا وَٹیا
غُلام رسُولؔ جنہاں عشقے پھٹیا تنہاں تپ دا لوہا چٹیا

م: مریندی تے ترڑفیندی سسی ڈِگ ڈِگ پوَے بیچاری
سڑ گئے پیر کلیجہ بھجا سینے وگ دی دَرد کٹاری
دُھپ پیاس نتانی کیتی پر اوہ ثابت دموں نہ ہاری
غُلام رسول سسی پچلانی لے ہوت پنوں میں واری

ن: نکھٹ حیاتی چلی اَجے قدم اَگاڑی دھردی
لے پنوں تیرے گھر دی بردی دُکھ جردی عذر نہ کردی
اس دلبر دی واہ بے دردی جس آن نہ دیکھی مردی
غُلام رسُولؔ وچہ عشقے سسی کائی داغ لگن تھیں ڈردی

و: ویلا جاں چھیکڑ آیا سسی دیکھیا اک چروالے
اوتھے دوڑ پُجی پُچھے دس بھراوا رِکتول ہوت لنگھے متوالے
وچہ اونہاں میرا پنوں وگیا مینوں دے گیا دیس نکالے

سُتی چھوڑ غُلام رسُولا میتھیں کر گیا ٹال مٹالے

ہ: ہجر تپائی جند لب تے آئی سسی رو رو کر دی نالے
ایہہ لے لوتھ امانت رکھیں میرے یار دے کریں حوالے
ایہہ گل بول جھڑی دَم ٹُٹا ہن کر گئے تم کسالے
غُلام رسُولؔ دبائی قبرے سسی رو رو بھیڑاں والے

لا: لباس بدن لاجندڑی قول پنوں تھیں کر دی پکّا
حج چلی اج منزل پُنی سسی تھل وچہ پالیا مکّہ
میں اپنیاں لائیاں توڑ نبھائیاں توں بھانویں دیہہ دھکا
غُلام رسُولؔ ہن جاگیا پنوں تک رہ گیا ہکا بکا

الف: اُداس سجن بن پُنّوں اوہدے نین لہو بھر آئے
جاتا حال جو ہوت ستمگر مینوں سسی تھیں توڑ لیائے
موڑ مُہار پچھاڑی وگیا ہن ہوتاں دی پیش نہ جائے
غُلام رسُولؔ بھٹھ لوندے تھل وچہ پنوں رو رو نیر چلائے

ی: یاری دے وچہ خواری بند پنوں دی مُول نہ ٹُٹی
اگے قبر ڈٹھی چراوہے پُچھیا ایتھے کون دبی دُکھ لُٹی
سُنیا حال تے نعرہ کیتا وچوں قبر سسی دی پھُٹی
غُلام رسُولؔ وچہ جھڑیا پنوں اُتوں قبر ملی جند چھُٹ

سی حرفی چوپٹ

یہ سی حرفی حرف ''ز'' تک ہے۔محمد عالم کپورتھلوی لکھتے ہیں کہ میرے پیش نظر بابا محمد اسلام والے نسخہ میں بھی صرف ''ز'' تک اشعار ہیں اور زبانی راویوں نے بھی مجھے صرف ''ز'' تک ہی اشعار سنائے ہیں۔معلوم ہوتا ہے انہوں نے اس نسخہ سے ہی یاد کئے تھے۔جس کو حاجی علی بخش نے ترتیب کیا تھا۔ اب بھی اس سی حرفی کے پورے اشعار دستیاب نہیں ہو سکے۔راقم الحروف بندہ صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری نے اس پہ نظر ثانی کی اور کتابت کی غلطیوں کو دور کیا جس سے اس کی شان دوبالا ہوگئی ہے۔

الف: او جاگر کیتیاں تیرے عشق انوکھے
آ مل مینوں سوہنیا ہن دیہہ نہ دھوکھے
اکھیں تھیں جے دور ہیں نہیں دلوں پروکھے
وردی چمک جمال دی وچ عشق جھروکھے

ب: بَل دے دیوے نور دے تیرے نین رسیلے
بیٹھ اندھیرے رونیاں وے میں باجھ وسیلے
ایس سہاگ وگتیاں تیرے ہتھ رنگیلے
تیرے دِہن اولانبڑے سانوں خویش قبیلے

ت: تاہنگاں نِت تیریاں وے توں اَجے نہ آیا
میں تے تیری ہو رہیاں وے توں اَجے پرایا
لَے لَے درد چواتیاں آپے لانبو لایا
روندی نوں چَھڈ دوڑیوں پھیرا پھیر نہ پایا

ث: ثابت ہو کھڑی ہاں مینوں چھوڑ نہ جائیں
نال تیرے پندھ ٹری ہاں منہ موڑ نہ جائیں
ایہہ دل شیشہ شوق دا ایہنوں پھوڑ نہ جائیں
میں ہتھ پلو پکڑیا ہتھ توڑ نہ جائیں

ج: جگا من موہ لیا واہ موہن ہارے
سُتی رہن نہ دتیاں وچہ اِکسے تارے
آپے دید پریت دے جدوں لائے لارے
ہن کیوں لُٹن کارنے دھری چوٹ نگارے

ح: حوالے تُساں دے ایہہ لے بانہہ ہماری
تاں بھی اپنی جان لے جے میں اوگنہاری
میری کر لئیں کاریاں وے میں تیں تھیں واری
واہاں لائیاں ساریاں وے میں دَردیں ہاری

خ: خوشیاں مَن رہ گیاں وے میں چاؤ نہ کیتے
جام شراب وصال دے وے میں رج نہ پیتے
مُشکل وچہ فراق دے دن میرے بیتے
تیرے سُج سہاگ دے رہ گئے جامے سیتے

د: دلیلاں دل دیاں دل واہن نر تیجے
وچہ فراقاں تیریاں سل وگن کلیجے
چھوڑ مینوں لک بیٹھیاں تینوں کیہڑ بھیجے
اوہ دن کون سُلکھّنا چڑھ سواں سیجے

ذ: ذبح کر سُٹیاں تیرے درد قضیاں
بولیاں کیتیاں دوتیاں وے میں سر پر سہیاں
پینڈے تیرے عشق وے میں اوجھڑ پیاں
تیرا درشن پاونے در تیرے گیاں

ر: رواں اس وقت نوں جد پیاس مٹاویں
جاں توں بیٹھ بنیریوں مُڑ جھاتی پاویں
ایہہ دل دید وچھُنڑا مڑ سل وگاویں
دُوروں پانی چھڑک کے میری اَگ بُجھاویں

پندھ نامہ

یہ پندھ نامہ ایک عورت کے راستہ دریافت کرنے پر تحریر کیا تھا۔ اتفاق سے جس گاؤں کا مسافر عورت کو راستہ معلوم کرنا تھا وہ اس کا نام بھُول گئی۔ حضرت مولوی صاحبؒ عالم پور میں کھڑے تھے۔ جب اس نے انکسارانہ لہجے میں اظہار مُدعا کیا تو حضرت مولوی صاحبؒ نے نظم کے رنگ میں قرب وجوار کے گاؤں کے نام شمار کرنے شروع کردیئے اسی طرح گنتی کرتے ہوئے جب عورت کے مطلوبہ گاؤں مولی پر پہنچے تو اس نے کہا بس بس ویرا مگر حضرت مولوی صاحبؒ نے اسی طرح دوسو بارہ ۲۱۲ شہروں، قصبوں اور دیہاتوں کے نام شمار کرکے دم لیا:

عالم پور ۔ چک ۔ بلہڑہ ۔ کاہلم ۔ کالووال ۔ میانی
کھوکھر ۔ ڈوگر ۔ تلا ۔ مدا ۔ پنڈوری ۔ لڑھیانی
پُل پختہ ۔ فیروز ۔ دوبرجی ۔ ٹانڈہ ۔ کھکھاں ۔ جانواں
اُڑمڑ ۔ یحیٰ پور ۔ تلونڈی[۱] ۔ کُھڈا ۔ دھگاں ۔ رانواں
ٹھینڈا ۔ چپڑا ۔ گڑھدیوالہ ۔ بڈھابڑ ۔ وریانہ
گھنکھن ۔ ٹلووال ۔ فتح پُور ۔ جھنکڑ ۔ بوچھ[۲] ۔ کھٹانہ
میاں دا پنڈ ۔ کھپڑا ۔ کوٹلی ۔ کانویں ۔ کنگ ۔ سدانہ
بھُنگا ۔ دُھوت[۳] ۔ دسوہہ ۔ کینتھاں ۔ کگ ۔ تھلہ ۔ ہریانہ
پھولڑہ ۔ کلہ ۔ موہلہ ۔ مونن ۔ بھوجا ۔ نوں ۔ گڑانہ
جالندھر ۔ لاہور ۔ شکر گڑھ ۔ سکھر ۔ سندھ ۔ لدھیانہ

۱۔ مولوی عبداللہ صاحب جنہوں نے مولوی غلام رسولؒ صاحب کی نماز جنازہ کرائی تھی اسی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ ۲۔ مولوی صاحب کا دوست ہیرے شاہ اسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ یہ گاؤں عالم پور کے بالکل قریب ہی ہے مولوی صاحب نے اس کا استعمال بطور واحد درست کیا ہے۔ عموماً دیہاتی لوگ گاؤں کے ناموں کو جمع استعمال کرتے ہیں۔ جیسے بوچھ سے بوچھاں یا کاہلم سے کاہلواں یعنی زبردستی جمع بنا لیتے ہیں۔ ۳۔ یہ گاؤں ریاست کپورتھلہ میں واقع ہے۔ مولوی صاحب کے ننہال یہیں آباد تھے اور آپکی پہلی شادی بھی اسی گاؤں میں ہوئی تھی۔

حاجی پور ۔ سندھوال ۔ بروہی ۔ رام پور ۔ ٹٹووالی
مستی وال ۔ بسوہہ ۔ کھیپڑ ۔ دولت پور ۔ ککرالی
بنگالی پور ۔ دھپر ۔ ٹھکر ۔ کالا ۔ باھگا ۔ بالا
ہرسی پنڈ ۔ ججھی پنڈ ۔ ڈھٹھاں ۔ موہن[1] ۔ مسیت ۔ چوٹالہ
بڈھی پنڈ ۔ سرائیں ۔ دھریاں ۔ کنڈہالی ۔ کنڈالہ
خورداں ۔ پکھووال ۔ کہیالہ ۔ بیرم پور ۔ سکرالا[2]
گِلاں ۔ مونک ۔ ڈیری والا ۔ روپووال ۔ انبالہ
کڑی ۔ رجوعہ ۔ بھیٹ ۔ بھنبوئی ۔ بہام ۔ گھڑام ۔ بتالہ
امرتسر ۔ کھتونگل ۔ جھنڈے ۔ داہیانوالہ
سہجووال ۔ گڈالیاں ۔ سٹھیالہ ۔ بوتالہ
مولی ۔ مہندی ۔ بڈھابالا ۔ کترالی ۔ کترالہ
دھاریوال ۔ پنڈھال ۔ نباں مل ۔ چکوکی[3] ۔ جنڈیالہ
داؤوال ۔ کلوتہ ۔ جھنگی ۔ ہمت پور ۔ دھنوآ
میرپور ۔ بنیال ۔ بلگّن ۔ کلووال ۔ کلنوآ
منڈی روڑ ۔ فتح گڑھ ۔ وِرکاں ۔ ٹاہلی ۔ رڑہ ۔ جنوڑی
کلو ۔ سکیت ۔ ہری پور ۔ بھمبھر ۔ فتح آباد ۔ رجوڑی

۱۔ مشہور گمراہ کن پیر چھمن شاہ المعروف جوت علی شاہ اسی گاؤں موہاں میں پیدا ہوا جس نے نماز روزہ کی عام معافی کا اعلان کر کے دنیا کو گمراہ کیا۔ ۲۔ یہ گاؤں ضلع ہوشیار پور میں ہے مولوی صاحب کی دوسری بیوی اس گاؤں کی رہنے والی تھی۔ ۳۔ یہ محمد عالم (مصنف ڈونگھے وہناں دا شاعر) کا سابقہ گاؤں ہے جو عالمپور سے تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر جانب مغرب ریاست کپورتھلہ میں دریائے بیاس کے کنارے پر واقع ہے۔

بیکانیر ۔ بڑودہ ۔ جموں ۔ حیدرآباد ۔ بٹھنڈا
پٹنہ ۔ بندرابن ۔ بنگالہ ۔ کلکتہ ۔ پچرنڈہ
پانی پت ۔ کرنال ۔ بنارس ۔ ہانسی ۔ لدہا ۔ منڈا
منووال[۴۴] ۔ بلوچک ۔ لندن ۔ کائرہ ۔ عاقی ٹنڈا
استنبول ۔ مدینہ ۔ مکّہ ۔ موسل ۔ بصرہ ۔ تستر
بلخ ۔ بخارا ۔ کابل ۔ پشین ۔ سوی ۔ گنڈالک ۔ خیبر
عدن ۔ جلال آباد ۔ بدخشاں ۔ خیواطوس ۔ زمخشر
ڈھاکہ ۔ کوتل ۔ غزنی ۔ کوئٹہ ۔ قرم ۔ قلات ۔ پشاور
رہتک ۔ سرسہ ۔ دِلی ۔ آگرہ ۔ بیجاپور ۔ تھانیسر
راساں ۔ ننداچور ۔ نکودر ۔ موگہ ۔ زیرہ ۔ مکسر
کوٹ کپورہ ۔ پیلی گولہ ۔ احمدپور ۔ پٹیالہ
شاہجہاں آباد ۔ بہاولپور ۔ جہلم ۔ گوجرانوالہ

تمت بالخیر

[۴۴]۔ یہ عالم پور ہی کے ایک حصہ کا نام ہے۔ عالمپور میں ارائیں، پٹھان اور چار یا پانچ گھر گجر قوم کے تھے۔ گوجروں نے اپنے حصہ کا نام منوال رکھا تھا جو مشہور نہ ہو سکا۔

حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) کی طرف سے شائع شدہ اور زیرِ اشاعت کُتب کی تفصیل درج ذیل ہے

شائع شدہ تصانیف:

	مصنف	مرتب
احسن القصص	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
چٹھیاں	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
حلیہ شریف حضورؐ	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
سی حرفی سسّی پنوں	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
چوپٹ نامہ	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
پندھ نامہ	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
منتخب کلام	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
مآرب الخاشعین	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
ڈونگھے راز	صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری	
صحراؤں میں بہتے دریا	محمد سرفراز	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
پورن بھگت	لچھمن سنگھ راٹھور	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری

ان کے علاوہ گورنمنٹ آف پاکستان کے سب سے بڑے ادارے اکادمی ادبیات پاکستان نے بھی صاحبزادہ مسعود احمد کی تصنیف ''مولوی غلام رسول عالمپوریؒ شخصیت اور فن'' شائع کی ہے۔

زیرِ اشاعت تصانیف:

درج ذیل کُتب کمپوز ہو چکی ہیں اور ان میں سے کچھ کتب پروف ریڈنگ کے مراحل سے گزر کر اشاعت کے مرحلے میں داخل ہونے والی ہیں۔

روح الترتیل	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
داستانِ امیر حمزہ	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
مسئلہ توحید	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری
شجرہ طریقت	حضرت مولوی غلام رسول عالمپوریؒ	مرتب: صاحبزادہ مسعود احمد عالمپوری